موسس وایڈیٹر اول:۔ شیخ یعقوب علی تراب عرفانی الکبیر

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا وجود مبارک جماعت کے لئے ہزارہا برکات کا موجب ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے التزام کے ساتھ دردِ دل سے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مقدس امام کی عمر میں برکت پر برکت دے۔ آمین

(ادارہ الحکم)

جلد قدیم (٥٤) نمبر ٢٣ - ٢٤ | ٢١/٢٨ ستمبر ١٩٥٢ء مطابق ٢٨ ذی الحجہ ١٣٧١ / ٥ محرم ١٣٧٢ ہجری | جلد جدید دوم ٢٣ - ٢٤

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

اِن لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے

دنیا میں یہ کیا فتنہ اٹھا ہے مرے پیارے — ہر آنکھ کے اندر سے نکلتے ہیں شرارے
یہ منہ ہیں کہ آہنگروں کی دھونکنیاں ہیں — دل سینوں میں ہیں یا کہ سپیروں کے پٹارے
راتیں تو ہوا کرتی ہیں راتیں ہی ہمیشہ — پر ہم کو نظر آتے ہیں اب دن کو بھی تارے
ہے امن کا داروغہ بنایا جنہیں تو نے — خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے
اسلام کے شیدائی ہیں خوں ریزی پہ مائل — ہاتھوں میں جو خنجر ہیں تو پہلو میں کٹارے
سچ بیٹھا ہے اِک کونہ میں سر اپنا جھکا کر — اور جھوٹ کے اڑتے ہیں فضاؤں میں غبارے
ظلم و ستم و جور بڑھے جاتے ہیں حد سے — ان لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے
طوفان کے بعد اٹھتے چلے آتے ہیں طوفاں — لگتے ہیں نہیں آتی مری کشتی کنارے

گر زندگی دینی ہے تو دے ہاتھ سے اپنے
کیا جینا ہے یہ۔ جیتے ہیں غیروں کے سہارے

"حیاتِ احمدؑ" جلد سوم شائع ہو چکی ہے

الحمد للہ حیات احمدؑ کی جلد سوم گویا عہد جدید کی جلد اول ہے یہ جلد ١٨٨٩ء (سال بیعت اور سال پیدائش مصلح موعودؓ) سے لیکر ١٨٩٢ء تک کے حالات اور واقعات پر مشتمل ہے مجھے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہنا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے ابتدائی نمبروں کو دیکھ کر فرمایا یہ کتاب ہر احمدی گھر میں ہونی چاہیئے جو احباب اپنے آقا و محسن کے ساتھ قلبی محبت اور اس کے ذکر میں راحت محسوس کرتے ہیں ان کو اطلاع دیتا ہوں۔

پاکستان کے احباب دفتر الحکم عیدگاہ روڈ کراچی نمبر (١) سے درخواست کریں قیمت دیے سکہ پاکستان علاوہ محصولڈاک "حیاتِ احمدؑ" کے مستقل خریداروں کو کتاب بہت جلد بذریعہ وی پی ارسال کی جائے گی۔ اس سلسلہ کے مستقل خریداروں کو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جا رہی ہے۔ عرفانی الکبیر

احباب کرام توجہ فرمائیں

الحکم جن نامساعد حالات میں جاری کیا گیا ہے وہ احباب سے مخفی نہیں۔ حضرت عرفانی الکبیر۔ سکندر آباد دکن میں ہیں۔ اور اخبار کراچی سے بغیر کسی سرمایہ کے جاری کیا گیا۔ خود حضرت عرفانی الکبیر باوجود مشکلات کے الحکم کی مدد کسی نہ کسی صورت میں مسلسل کر رہے ہیں۔ اس طرح الحکم کے مخلص انصار بھی ہر رنگ میں الحکم کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ لیکن ایک اخبار جسے چند افراد کا تعاون حاصل ہو اپنی زندگی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ تاوقتیکہ اس کے خریداروں کا حلقہ وسیع نہ ہو۔ یا اس کے پاس اخراجات کو پورا کرنے کے لئے کافی اشتہار ہوں۔ الحکم اب تک ان دونوں چیزوں سے محروم ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ الحکم کو بعض ایسے مخلص احباب عطا کر دیئے ہیں جو الحکم کی مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے ہر رنگ میں تعاون فرما رہے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزا

لیکن اخبار کی زندگی کو چند بزرگوں کے مالی ایثار سے قائم رکھنا بہت دشوار ہے جب تک احباب جماعت "الحکم" کے ساتھ نہایت فراخ دلی سے تعاون نہیں فرماتے۔

دو اڑھائی سو کے قریب ایسے احباب ہیں جو ایک سال سے زائد مدت ہو رہی ہے اخبار برابر وصول کر رہے ہیں لیکن اس کی قیمت کی ادائیگی کی طرف باوجود ہماری متعدد درخواستوں کے توجہ نہیں فرماتے۔ میں صرف اُن احباب سے جو گذشتہ سال سے پرچہ برابر وصول کر رہے ہیں اور ابھی تک قیمت ادا نہیں کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ پہلی فرصت میں توجہ فرمائیں اور دفتر کے مرسلہ وی پی کو وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔

منیجر الحکم

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اقامت صلوٰۃ

اس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے۔ یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے۔ یہ بھی اس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو متقی کا خاصہ ہے یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اسے مقابلہ ہوتا ہے۔ جن کے باعث اس کی نماز گویا بار بار گری پڑتی ہے۔ جس کو اس نے کھڑا کرنا ہے۔ جب اس نے اللہ اکبر کہا تو ایک ہجوم وساوس ہے۔ جو اس کے ہجوم قلب میں تفرق، ڈال رہا ہے وہ ان سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ پریشان ہوتا ہے۔ ہر چند حضور و ذوق کے لئے لڑتا مرتا ہے لیکن نماز جو گری پڑتی ہے بڑی جان کنی سے اسے کھڑا کرنے کی فکر میں ہے۔ بار بار اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جاوے۔ اس وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گڑگڑاتا ہے روتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ ہو رہا ہوں سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنی ہوتی ہے۔ اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وساوس کو فی الفور دور کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ کی منشاء کچھ اور ہے۔ کیا خدا نہیں جانتا حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ ثواب اس وقت تک ہے جب تک مجاہدات ہیں اور جب مجاہدات ختم ہوئے تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جد و جہد سے وساوس کا مقابلہ ہے۔ لیکن جب ان میں ایک اعلیٰ درجہ پیدا ہو گیا۔ اور صاحب صوم و صلوٰۃ و تقوے کے تکلف سے بچ کر صلاحیت سے رنگین ہو گیا تو اب صوم و صلوٰۃ اعمال نہیں رہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے سوال کیا ہے کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے کیونکہ ثواب تو اس وقت تھا جس وقت تک تکلف کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز اب عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اس کی ایک غذا ہے جو اس کے لئے قُرَّةُ الْعَيْنِ ہے یہ گویا نقد بہشت ہے؟

مقابل میں وہ لوگ جو مجاہدات میں ہیں، وہ کشتی کر رہے ہیں اور یہ نجات پا چکا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا سلوک جب ختم ہوا تو اس کے مصائب بھی ختم ہو گئے۔ مثلاً ایک مخنث یہ کہے کہ وہ کبھی کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تو وہ کونسی نعمت یا ثواب کا مستحق ہے۔ اس میں تو صفت بدنظری ہے ہی نہیں لیکن ایک مرد صاحب رجولیت اگر ایسا کرے، تو ثواب پائے گا اسی طرح انسان کو ہزاروں مقامات طے کرنے پڑتے ہیں۔ بعض بعض امور میں اکی مشاقی اس کو تیار کر دیتی ہے۔ نفس کے ساتھ اسکی مصالحت ہو گئی اب وہ ایک بہشت میں ہے لیکن وہ پہلا سا ثواب نہیں رہے گا۔ جس کا وہ نفع اٹھا رہا ہے۔ لیکن پہلا رنگ نہ رہے گا انسان میں ایک فعل تکلف سے کرتے کرتے طبیعت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے ایک شخص جو طبعی طور سے لذت پاتا ہے۔ وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کام سے ہٹایا جاوے۔ وہ طبعاً یہاں سے ہٹ نہیں سکتا سو اتقا اور تقوے کی حد تک پورا انکشاف نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک قسم کا دعوے ہے۔

انفاق من رزق اللہ

اس کے بعد متقی کی شان میں وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ آیا ہے یہاں متقی کے لئے مِمَّا کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ اس وقت وہ ایک اعمیٰ کی حالت میں ہے اس لئے جو کچھ خدا نے اس کو دیا اس میں کچھ خدا کے نام کا دیا حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے یہ ایک حجاب تھا جو اتقا میں لازم ہے اس حالت اتقا کے تقاضے نے متقی سے خدا کے دیئے میں سے کچھ دلوایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایام وفات میں دریافت فرمایا۔ کہ گھر میں کچھ ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک دینار تھا۔ فرمایا کہ یہ بیرت یگانگت سے بعید ہے کہ ایک چیز بھی اپنے پاس رکھی جاوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقا کے درجہ سے گذر کر صلاحیت تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے مِمَّا انکی شان میں نہ آیا۔ کیونکہ وہ شخص اندھا ہے جس نے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ خدا کو دیا۔ لیکن یہ لازمہ متقی تھا۔ کیونکہ خدا کی راہ میں دینے سے بھی اسے نفس کیساتھ جنگ تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کچھ دیا اور کچھ رکھا ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیا۔ اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔

جیسے دھرم مہوتسو کے مضمون میں انسان کی تین حالتیں ذکر کیگئی ہیں۔ جو انسان پر ابتداء سے انتہا تک وارد ہوتی ہیں اسی طرح یہاں بھی قرآن کریم نے جو انسان کے تمام مراحل ترقی کے طے کرانے آیا۔ اتقا سے شروع کیا۔ یہ ایک تکلف کا راستہ ہے۔ یہ ایک خطرناک میدان ہے اس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور مقابل بھی تلوار ہے۔ اگر بچ گیا تو نجات پا گیا ورنہ اسفل السافلین میں پڑ گیا۔ چنانچہ یہاں متقی کی صفات میں یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ ہم دیتے ہیں اسے سب کا سب خرچ کر دیتا ہے۔ متقی میں اس قدر ایمانی طاقت نہیں جو نبی کی شان ہوتی ہے کہ وہ ہمارا ہادی کامل کی طرح کل کا خدا کا دیا ہوا خدا کو دیدے اس لئے پہلے مختصر سا ٹیکس لگایا گیا تا کہ چاشنی چکھ کر زیادہ ایثار کے لئے تیار ہو جاوے۔

رزق سے مراد

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ رزق سے مراد صرف مال نہیں۔ بلکہ جو کچھ انکو عطا ہوا علم۔ حکمت۔ طبابت یہ سب کچھ رزق میں ہی شامل ہے۔ اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرتا ہے انسان نے اس راہ میں بتدریج زینہ بہ زینہ، ترقی کرنی ہے۔ اگر انجیل کی طرح یہ تعلیم ہوتی کہ گال پر ایک طمانچہ کھا کر دوسرے طمانچہ کے لئے گال آگے رکھ دی جاوے یا سب کچھ دیدیا جاوے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان بھی عیسائیوں کی طرح تعلیم کے ناممکن التعمیل ہونے کے باعث ثواب سے محروم رہتے۔ لیکن

> قرآن حسب فطرت انسانی آہستہ آہستہ ترقی کراتا ہے۔

قرآن شریعت تو حسب فطرت انسانی آہستہ آہستہ ترقی کراتا ہے انجیل کی مثال تو اس لڑکے کی ہے۔ جو مکتب میں داخل ہوتے ہی بڑی مشکل کتاب پڑھنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے۔ اسکی حکمت کا یہی تقاضہ ہونا چاہئے۔ تھا کہ تدریج کے ساتھ تعلیم کی تکمیل ہو۔

اس کے بعد متقی کے لئے فرمایا۔ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ یعنے وہ متقی ہوتے ہیں جو پہلی نازل شدہ کتب پر اور تجھ پر جو کتاب نازل ہوئی اس پر ایمان لاتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہ امر بھی تکلف سے خالی نہیں ابھی تک ایمان ایک محجوبیت کے رنگ میں ہے۔ متقی کی آنکھیں معرفت اور بصیرت کی نہیں اس نے تقوے سے شیطان کا مقابلہ کر کے ابھی تک ایک بات کو مان لیا ہے۔ یہی حال اس وقت ہماری جماعت کا ہے۔ انہوں نے بھی تقوے سے مانا تو ہے پر ابھی تک وہ نہیں جانتے کہ یہ جماعت کہاں تک نشوونما الٰہی ہاتھوں سے پانے والی ہے۔ سو یہ ایک ایمان ہے۔ جو بالآخر فائدہ رساں ہوگا۔

یقین کا لفظ جب عام طور پر استعمال ہو۔ تو اس سے مراد اس کا ادنیٰ درجہ ہوتا ہے۔ یعنے علم کے تین مدارج میں سے ادنیٰ درجہ کا علم۔ یعنی علم الیقین اس درجہ پر اتقا والا ہوتا ہے مگر بعد اس کے عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ بھی تقوے کے مراحل طے کرنے کے بعد حاصل کر لیتا ہے۔

تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں

تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں اس کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں یہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں اگر اصلاح نہ پائیں گی تو انسان کو غلام کر لیں گی علم و عقل ہی برے طور پر استعمال ہو کر شیطان ہو جاتے ہیں متقی کا کام انکی اور ایسا ہی اور دیگر قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔ ایسا ہی جو لوگ انتقام غضب یا نکاح کو ہر حال میں برا جانتے ہیں وہ بھی صحیفہ قدرت کے مخالف ہیں اور قویٰ انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ضروری اطلاع

وہ احباب جو ایک سال سے زائد عرصہ سے الحکم وصول کر رہے ہیں اور ابھی تک قیمت ادا نہیں کی ان سے قیمت کی وصولی کیلئے وی پی جاری کئے جا رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وی پی وصول فرما کر الحکم سے تعاون فرمائیں۔ - مینیجر

سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قویٰ کا مربی ہو

سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قویٰ کا مربی ہو۔ نہ کہ ان کا استیصال کرے۔ رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں۔ ان کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے۔ جیسے تارک الدنیا ہونا یا راہب بن جانا۔ یہ تمام امور حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں۔ اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا تو گویا اس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے پس ایسی تعلیمات جو انجیل میں ہیں۔ اور جن سے قویٰ کا استیصال لازم آتا ہے ضلالت تک پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اوس کی تعدیل کا حکم دیتا ہے۔ مقابلہ کرنا پسند نہیں کرتا۔ جیسے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ (س ۱۴) عدل ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے سب کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ حضرت مسیح کا یہ تعلیم دینا کہ اگر تو بری آنکھ سے دیکھے تو آنکھ نکال ڈال۔ اس میں بھی قویٰ کا استیصال ہے۔ کیونکہ ایسی تعلیم نہ دی کہ تو غیر محرم عورت کو ہرگز نہ دیکھ۔ مگر برخلاف اس کے اجازت دی کہ دیکھو تو ضرور لیکن زنا کی آنکھ سے نہ دیکھو۔ دیکھنے سے تو ممانعت ہے ہی نہیں۔ دیکھیگا تو ضرور بعد دیکھنے کے دیکھنا چاہیئے کہ اس کے قویٰ پر کیا اثر ہوگا۔ کیوں نہ قرآن شریف کی طرح آنکھ کو بُرے کروانی چیزوں کے دیکھنے سے روکا اور اور آنکھ جیسی مفید اور قیمتی چیز کو ضائع کر دینے کا افسوس لگایا۔

اسلامی پردہ سے مراد

آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔ لیکن لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔ بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا۔ ٹھوکر سے بچینگے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل کے سیریں کریں۔ کیونکر جذبات نفس سے اضطرارًا ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو۔ کوئی عیب نہیں سمجھتیں تو گویا تہذیب ہے۔ انہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی۔ جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہدیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں۔ تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے اگر کسی کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھکر ٹھوکر سے بچایا۔ اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی۔ جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے۔ جو غیر کو دیکھنے کے لئے دیگئی۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشو و نما ہے

اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کیلئے نہیں دیئے گئے۔ ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشو و نما ہے اسی لئے اسلام نے قویٰ رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیۂ نفس کرایا۔ جیسے فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ اور ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے۔ پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطرات نفس بلا سوچے گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آخرکار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچ جائیں گے۔ اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔ سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ

اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرو

وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا۔ جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں۔ یا نظر استخفاف سے دیکھیں خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے ڈر ہے۔ کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے۔ اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں سے مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے۔ جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے۔ کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ ق) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مریگا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (س ۲۶)

ذاتوں کا امتیاز

یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں۔ اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی حقیقی کرامت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔ خدائے تعالیٰ کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ

متقی کون ہوتے ہیں

متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسا چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے۔ جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے جو تقویٰ کریگا وہ مقام اعلیٰ کو پہونچے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے۔ لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا۔ ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ

آنحضرت کا صدق و وفا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے آپ نے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے۔ لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (س ۲۲) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے۔ لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپ کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود حضرت مسیح کے وقت کو دیکھا جاوے کہ ان کی ہمت یا سوحانی صدق و وفا کا کہاں تک اثر ان کے پیروؤں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھتا ہے کہ ایک بد روش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے [illegible] اور وں اور نادانوں کو درست کیا۔ جو حیوانوں سے بدتر تھے بعض مائیں اور بہنوں میں حیوانوں کی طرح فرق [illegible]

دانشمند مشرق مغرب میں

(نمبر ۲)

مذہب کے خلاف جنگ

ریویو آف ریلیجنز[1] کے ناظرین کے لئے یہ معلوم کرنا یقیناً دلچسپی کا موجب ہوگا کہ مذہب کے خلاف ایک عالمگیر جنگ کا اعلان ہو چکا ہے اعلان ہی نہیں بلکہ جنگ ہی شروع ہو چکی ہے۔ میں نے مشرقی ممالک کے بعض حصص کو دیکھا اور اب مغرب میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ کہ عملی طور پر تو قریباً ہر جگہ اور اعتقادی رنگ میں بھی عموماً مذہب پر حملے شروع ہیں۔ میں مشرقی محاذ جنگ کے نقشے ابھی پیش نہیں کرتا۔ مغربی دنیا کی جنگ کا ذکر بھی پر تفصیل سے آنا چاہتا ہوں یہ مذہب کی جنگ گذشتہ یورپ کی جنگ عظیم کی پیدائش ہے اور سب سے پہلا حملہ اور زبردست حملہ عیسائیت پر ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ روس کے انقلاب نے حکومت ہی کو نہیں بدل ڈالا بلکہ اس نے مذہب کو بھی شخصی حکومت کے ساتھ اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ اور اب سرخ افواج کا تبلیغی اور اشاعتی بورڈ پوری قوت کے ساتھ عیسائیت پر گولہ باری کر رہا ہے پچھلے دنوں ایک جہاز مختلف قسم کے سامان کا فروخت کے لئے روس سے آیا اور ستم ظریف روسیوں نے اس متاع غارتگری میں بہت سے کتبے ان گھنٹوں اور گھڑیالوں اور گرجوں کے دوسرے سامان اور بتوں کے بھیجے جو اس انقلاب میں توڑ دئے گئے ہیں اور اپنے خیال کے موافق انہوں نے روس کی سرزمین کو پاک کر دیا ہے قرآن مجید کی پیشگوئی تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا کی عظمت اور شوکت کا پرجلال ظہور ہر جگہ نظر آ رہا تھا۔ اب اس جنگ کے آثار باقیہ میں مذہب کے ساتھ ایک خطرناک جنگ یہاں شروع ہو گئی ہے جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے سرخ فوج کے اشاعتی بورڈ نے باقاعدہ گولہ باری شروع کر دی ہے انگلستان میں انہوں نے اپنے سنڈے سکول جاری کر رکھے ہیں۔ انگلستان کے مدبرین اور شمار و اعداد کے مبصرین کہہ رہے ہیں کہ قریباً پانچ لاکھ بچوں کے دل و دماغ کو ان سنڈے سکولوں کے ذریعہ مسموم کر دیا گیا ہے اور عیسائیت اور مذہب کی نفرت ان کے دلوں میں بٹھا دی گئی ہے اور ان سکولوں میں کفر کی تعلیم دی جاتی ہے۔

گذشتہ چار سال کے اندر ان سکولوں کی تعداد میں ۲۵ فی صدی اضافہ ہو گیا ہے اور روز افزوں ترقی ہو رہی ہے بعض سکولوں کے متعلق کھلم کھلا اشتہارات دیئے جاتے ہیں اور بعض مخفی طور پر بھی جاری ہیں۔ ان سکولوں میں یہ تعلیم دی جاتی ہے (۱) خدا وہ طاقت ہے جس کو انسان اپنی جہالت کے زمانہ میں فوق الفطرت کہتا تھا۔ (۲) اور دبے ہوئے لوگ اٹھو (۳) دعا کرنی چھوڑ دو (۴) پادریوں اور ملاؤں اور بادشاہوں کو نیچا دکھا دو (۵) طاقت کا استعمال کرو۔ تم جیت جاؤ گے۔

یہ تعلیم صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے امن و امان اور ایمان و دھرم کو خاک میں ملا دینے کے لئے دی جاتی ہے اور کسی شخص کو جو ملک میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں امن اور صلح کا متمنی ہے اس سے ایک لحظہ کے لئے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ میں اس وقت رد خطرہ کے متعلق بحث نہیں کر رہا ہوں بلکہ صرف واقعات اور حالات موجودہ کو دکھانا چاہتا ہوں جو یہاں مذہب پر حملہ کی صورت میں نمایاں ہو رہے ہیں۔ اسی پر بس نہیں کی گئی بلکہ اب باقاعدہ کتابوں کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جو عیسائیت کے تار و پود کو ادھیڑ کر رکھ دے گا نتیجہ ہوگی اور اس جدید کوئی تحریک کو نہایت خوفناک صورت میں دیکھا جا رہا ہے سنڈے کرانیکل ایک مشہور اخبار لکھتا ہے:۔

"ایک منحوس تحریک مذہب اور اس کے اور اس کے اصولوں پر اعتقاد کو برباد کر دینے کیلئے شروع ہوئی ہے اور وہ سخت خوفناک ہے۔ ہر ایک ملک سے مذہب کے خلاف کی تشویشناک خبریں آ رہی ہیں یہ جنگ پوری قوت کے ساتھ شروع کی گئی ہے عیسائیت کے خلاف کھلم کھلا مظاہرے ہوتے ہیں اور مذہبی معتقدات پر سختی سے حملہ کیا جاتا ہے اور خدا کی حکومت کے خلاف اعلان جنگ کر دیا گیا ہے۔"

یہ تشویش عیسائی دنیا کے لئے گھبرا دینے کے لئے کافی ہے اس اشاعتی بورڈ نے جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اب مستقل کتابوں کے ذریعہ عیسائیت پر گولہ باری شروع کی ہے اس سلسلہ میں حال میں ایک کتاب [illegible] a myth [illegible] کے مضمون پر [illegible] کے نام سے ڈنمارک کے ایک مشہور و معروف اہل قلم ڈاکٹر جارج برینڈیس کے قلم سے شائع ہوئی ہے اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح کوئی شخص فی الحقیقت تھا ہی نہیں اور اس طرح پر تاریخی حیثیت سے عیسویت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے نکتہ خیال سے جس ذکر کیا ہے کے نام سے کبھی کوئی شخص دنیا میں موجود نہ تھا۔ یہ بعد کی ایجاد اور محض فسانہ ہے۔ ڈاکٹر کے خیال کے موافق یہ ساری کارستانی پولوس حواری کی ہے جو یسوعیت کے خالق ہے وہ انجیل کے فسانہ نگاروں کو گمنام مصنف کہتا ہے جنہوں نے کبھی یسوع کو دیکھا نہیں۔

میں نے اپنے خطوط میں اس حقیقت کو مبرہن کیا ہے کہ یورپ میں تاعیسائیت خود بخود بحیثیت مذہب اور عقیدہ کے مغلوب ہو رہی ہے اور مذہبی آفتاب اب مغرب کی دلدل میں ڈوب رہا ہے لیکن کیا ہم ان خبروں اور ان حالات کو پڑھ کر محض اسلئے خوش ہو جائیں گے کہ الکفر ملة واحدة یہ بت خود بخود پاش پاش ہو رہا ہے؟ میں نے اس مذہبی جنگ کی خبر کو محض عجوبہ یا فسانہ کے طور پر نہیں لکھا۔ میں ان حالات کو مشاہدہ کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کے کام کے دائرہ کی وسعت کو وسیع اور اس کے مشکلات کو بڑھتے ہوئے پاتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ کسی عظیم الشان قصر کی تیاری کے لئے پرانی اور بوسیدہ عمارتوں کو صاف کر دینا ضروری ہے اور کوئی لوح جب تک صاف نہ ہو جائے اس پر نیا نقش آسانی سے نہیں کر سکتے مگر یہ سیلاب عظیم جو فی الحال عیسویت کے خلاف سمجھا جاتا ہے اس رنگ میں پیدا کیا گیا ہے کہ مذہب کی طرف التفات ہی نہ رہے۔ ایسی صورت میں ہمارا کام مذہب کی ضرورت اور اسلام یا احمدیت کی ضرورت ثابت کرنا ہو جاتا ہے جو لوگ خدا کو تین مانتے ہیں انکو ایک خدا کی طرف لے آنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہو سکتا لیکن سرے سے خدا کے منکروں کو خدا ہے اور ایک ہے منوانا ہوگا۔ میں اچھی طرح یاد رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہتوں کو یاد ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک مرتبہ ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔

"یہ جنگ ہم کو بہت بڑا سبق دیتی ہے اور وہ تمام تدابیر مدافعت و اقدام ہمارے لئے قابل غور ہیں اس لئے کہ ہم خود بھی ایک میدان جنگ میں ہیں اور اصول دونوں جنگوں میں ایک ہی کام کرتا ہے۔"

آپ کے یہ الفاظ نہیں بلکہ مفہوم ہے جو میں نے اپنے حافظہ کے بھروسہ پر لکھا ہے مجھے یقین ہوتا ہے کہ وہ خطبہ شائع ہو گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں عیسائیت کے خلاف جنگ ہو یا مذہب کے خلاف جنگ ہو دراصل اس جنگ میں سب سے بڑی ذمہ واری ہماری ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اپنے برگزیدہ رسول کے ذریعہ اس زمانہ میں منتخب فرمایا ہے کہ وہ مذہب کی حقیقت اور حقیقی مذہب کو دنیا میں قائم کرے۔

پس ہم اس قسم کی تحریکوں اور کوششوں کو ان نادان بچہ کی طرح سے نہیں دیکھ سکتا جو کسی شہر پر گولہ باری کو محض آتش بازی کا تماشہ سمجھ رہا ہو۔ ایک طرف علوم و فنون کی ترقی ہو رہی ہے آئے دن نئے انکشافات اور ایجادات ہو رہی ہیں دوسری طرف جنگ عظیم کے نتائج نے ملکوں اور قوموں کی اقتصادی حالت پر بہت ناقابل برداشت اثر پیدا کیا ہے اور سرمایہ داری اور مزدوری کی جنگ عالم آشوب ہو رہی ہے۔ تیسری طرف اخلاقیات کا معیار کچھ کا کچھ ہو رہا ہے اور جنسی تعلقات اور شادی کے کا احترام اٹھتا جا رہا ہے اور اب یہ مذہب کے خلاف جنگ نئے اوزاروں اور جدید طریقوں سے شروع ہوئی ہے۔

اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے پہلے بھی رحمت تھا۔ یہودیوں نے آپکی ولادت آپکی حیات و وفات کو تقدیس کے درجہ سے گرا کر مشتبہ کیا۔ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر حضرت مسیح اور آپکی والدہ محترمہ علیہما السلام کو مقدسوں اور راستبازوں کی صف میں لاکر کھڑا کیا اور تمام اعتراضات اور الزامات سے آپ کو پاک ٹھیرایا۔

پھر یا ان دوستوں نے وہ مسیحی ہوں یا ان کے ہم عقیدہ مسلمان مسیح کو اپنے مقام سے اٹھا کر اس جگہ جا کھڑا کیا جو انکی شان عبودیت اور مقام نبوت کے خلاف تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقاضا کیا اور حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام نے آپکے بروز کامل کی حیثیت میں نازل کیا آپ نے حضرت مسیح کو وہی عبودیت اور نبوت کا مقام دیا اور انکی عزت اصلی کو قائم کرنے کے لئے آپ نے تکالیف برداشت کیں اب عیسائیت کے خلاف جنگ کی صورت میں، آخری فتنہ کھڑا ہوا ہے اور میں اسکو دجال کی آخری جنگ سمجھتا ہوں۔

یہ جنگ علمی صورت اختیار کر رہی ہے سرخ حملہ کا یہ نتیجہ تو ہوگا کہ لوگ عیسویت یا پولوسیت سے بیزار ہو جائیں گے مگر وہ خدا تعالیٰ اور اس کے ایک برگزیدہ رسول کے منکر بھی ہو جائیں گے۔ اور یہ احمدی قادیانی کے خدام کا کام ہے کہ وہ اپنے آقا و محسن کے نقش قدم پر چل کر پولوسیت کے ان تمام مرجھائے ہوئے کھنڈرات کو صاف کر کے قصر اسلام کی تعمیر کا کام کریں اور اسلام کے ذریعہ انہیں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے دور جا پڑے ہیں خدا کے قریب کر دیں اور وہ فی الحقیقت اس آواز کو سن لیں جو انی قریب کے دلربا الفاظ میں خدا تعالےٰ کے متعلق سوال کرنے والوں کے جواب میں بطور بشارت آتی ہے اس کے لئے بہت بڑی جد و جہد اور بہت بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے اس جنگ کا مقابلہ بجز احمد کے سپاہیوں کے اور کوئی نہیں کر سکے گا۔ مذہبی دنیا کی جنگ عظیم میں فتح و ظفر کی کلید جس پہلوان کو دی گئی ہے وہ اولوالعزم کے نام سے بحمد للہ تم میں موجود ہے اپنی کوششوں کو متحد اور اپنے ذرائع کو مکمل کر دو کہ فتح تمہاری قدم بوسی کو تیار ہے دیکھو تو یہ جنگ اشاعت اور قلم کی جنگ ہے تم کو اس کے مقابلہ کیلئے اسی ہتیار سے حملہ آور ہونا ہے خدا تعالیٰ کی وحی نے جو مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی کتاب الولی ذوالفقار علی کی بشارت دے کر یہی معنی نہیں سنائی تھی؟ تبلیغ اور اشاعت کے کام میں سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اسلئے کہ حالات جلد جلد تغیر پذیر ہو رہے ہیں اور بدر کا مقابلہ ہے اگر خدانخواستہ اس وقت ذرا بھی غفلت اور سستی سے کام لیا گیا تو بہت بڑا گناہ ہوگا دنیا کی مذہبی کشاکش میں صلح کے پیامبر اور علم بردار تم ہی ہو اس فخر اور عزت کے مقام کو شکر گذاری کے سجدات کے ساتھ قائم رکھو یاد رکھو کامیابی تمہارے لئے مقدر ہے سنو تمہارا امام خدا تعالیٰ کی وحی سے کیا کہتا ہے:۔

---

[1] ۱۹۲۴ء کا ذکر ہے جب میں لنڈن میں تھا (دوفانی)

میری زندگی کے نشیب و فراز

صحافتی زندگی کی ابتدا اور ارتقا

میں نے الحکم میں اپنی صحافتی زندگی کے حالات شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا میں اسے جون میں شروع نہ کر سکا رمضان کی مصروفیت کے ساتھ مجھے ایک حادثہ بس کا پیش آگیا جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بال بال بچ گیا مگر قریباً دو ہفتہ فرش رہا۔ آج میں اس وعدہ کے ایفاء کے لئے قلم اٹھاتا ہوں مجھے بارہا اور متواتر بعض دوستوں نے اپنے اخلاص و محبت سے اصرار کیا کہ میں اپنے حالات زندگی لکھوں۔ ۱۹۱۲ء میں غالباً کشمیری میگزین لاہور کے ایڈیٹر منشی محمد الدین فوق نے ایک ایڈیٹر نمبر نکالا اور میں نے اس میں حضرت امیر المومنین کا مختصر تذکرہ بہ حیثیت ایڈیٹر تشحیذ لکھا تو میرے نہایت قدیم رفیق اور محترم بھائی حضرت اکمل نے فرمایا کہ

اپنا مختصر تذکرہ بھی لکھ دو

میں نے اعراض ہی کیا لیکن اب بعض خاص احباب کے اصرار سے میں سر دست صحافتی زندگی کا تذکرہ کرتا ہوں جس طرح پر شاعر پیدا ہوتے ہیں گو بنائے بھی جاتے ہیں میرا بھی مذہب ہے کہ صحافی فطرتاً ہوتے ہیں۔ میں زندگی کے بعض واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ

میں صحافی ہی پیدا ہوا تھا

میری صحافت کی ابتداء کس طرح ہوئی۔

[illegible] کا واقعہ ہے کہ میں مڈل اسکول کی دوسری جماعت میں پڑھتا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل تھا کہ میں اپنے تعلیمی زمانہ میں اپنے ہم سبقوں میں ممتاز رہا۔

ایک دفعہ ایک انسپکٹر صاحب جن کا نام لالہ شیو دیال ایم۔ اے تھا اور وہ دہلوی تھے۔ معاینہ کے لئے آئے اور انہوں نے جواب مضمون کے لئے ایک سوال دیا کہ درخت پر مضمون لکھو میں نے اس مضمون کی تقسیم کی درخت کی جڑ۔ اس کا تنہ۔ اس کی شاخیں پتے، پھول، پھل اور اس کے دوسرے مفادات مضمون کی تقسیم اور اس کا بیان اسے بہت پسند آیا اور اس نے نہ صرف طلباء اور مدرسین کے سامنے میری تعریف کی بلکہ رائے بک میں لکھا کہ

محمد یعقوب علی اس مدرسہ میں بہترین مضمون نگار ہے۔

بچپن کے اس اعزاز نے مجھے کس قدر خوش کیا اور احباب میں میرے مقام کو کس قدر بلند کیا اس کا لطف آج بھی لے رہا ہوں اس نے میرے دل میں شوق پیدا کیا کہ اخبار میں مضمون لکھا جاوے۔

مدرسہ میں اخبار کوہ نور۔ وکٹوریہ پیپر دل گداز آتے تھے اور اخبار آفتاب ہند جالندھر بھی آتا تھا میں نے جالندھر کے اخبار کا انتخاب کیا اور اپنے ارادہ سے کسی کو آگاہ نہیں کیا۔

میرا پہلا مضمون میں نے اخبار کے لئے ایک سوال لکھا

زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کیوں نہیں کہتے

اور اس کی توضیح یوں کی کہ زمین کے معنے ہیں جو حرکت نہ کر سکے اور آسمان جو چکی کی طرح گردش کرے اب چونکہ زمین حرکت کرتی ہے اس لئے اس کے نام کو بدل دیا جائے اور آسمان کو ساکن کہا جاتا ہے وہ زمین کہلائے۔

میں نے اپنا نام آخر میں ترکمان لکھا اور ایڈیٹر کو اصل نام سے آگاہ کر دیا۔ مجھے خیال نہ تھا کہ میرا مضمون شائع ہوگا۔ لیکن میری حیرت کی حد نہ رہی جب پہلی اشاعت میں میرا مضمون شائع ہوا اور میرے نام اخبار اور ایک خط نامہ نگار مقرر کرنے کا آیا۔ اخبار کا آنا اور میرا نامہ نگار مقرر ہونا میرے لئے گویا یوم عید تھا پھر کیا تھا خاکسار ترکمانی کا پٹرپاٹ گیا اور ہر ہفتہ مختلف قسم کے مضامین شائع ہونے لگے اور میں پیسہ اخبار لاہور کا خریدار بھی بن گیا انہوں نے بوجہ طالبعلم میرا نامہ نگار ہونا منظور نہ کیا۔

یہ تھی میری صحافت کی ابتداء۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ میں اس عصر سعادت میں مبعوث ہونے والے مامور کے ملفوظات قلمبند کروں گا اور اپنے قلم سے اس سلطان القلم کے خدام میں ایک خادم بنوں گا اس لئے میری فطرت میں یہ جذبہ اور دماغ میں اس کے مناسب حال قابلیت رکھدی گئی تھی۔

لودہانہ میں صحافت کی ابتداء لودہانہ کے گورنمنٹ سکول میں جب میں اسپیشل کلاس میں داخل ہوا تو میری توجہ عیسائیوں سے مباحثات کرنے کی طرف ہوگئی۔ اور میں ہر روز چوڑا بازار کے ہال میں پادری بی نیوٹن۔ پادری جمل سنگھ۔ پریم داس وغیرہ سے باقاعدہ مباحثات کرتا انہوں نے میرے خلاف وہاں کی کوتوالی میں رپورٹ کی مگر کچھ نہیں ہوا۔ مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا "یہ پبلک ہال ہے اس میں یہ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور دوسرے مذاہب پر حملہ کرتے ہیں تبادلہ خیالات کے طور پر میں سوال جواب کرتا ہوں یہ ہال بند کر دیں آپ ہی قصہ ختم ہو جائیگا۔"

اس طرح پر ان کو ناکامی ہوئی عیسائیوں کے متعلق مناظرہ میں میرے اوستاد مولوی الہ دیا صاحب جلد ساز تھے۔ وہ کچھ بڑے عالم تو نہ تھے مگر عیسائیوں کے رد میں بڑے ماہر اور ایک بڑا کتب خانہ ان کے پاس تھا۔ اس سلسلہ میں میں نے بنگلور کے اخبار منشور محمدی میں پہلا مضمون اس عنوان سے لکھا کہ

کیا مسیح (ابن آدم) پر دو موتیں وارد ہوں گی۔

اور میں کچھ لکھتا رہا اور امرتسر کے ریاض ہند میں بھی کچھ نہ کچھ لکھتا۔ آخر نور افشاں کے ایڈیٹر منشی حسن علی سفیر الور سے تبدیل ہو کر آئے منشور محمدی میں ان کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا تھا میں وہ لے کر ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ حسن علی سفیر کون ہے آپ ہیں یا کوئی اور۔ مضمون میں ان کی بعض کمزوریوں کا ذکر تھا۔ وہ دیکھ کر کھسیانے سے ہو کر بولے

صاحبزادے آپ کو اخبارات پڑھنے کا شوق معلوم ہوتا ہے

جب میں نے کہا کہ ہاں تو کہا کہ یہاں میرے پاس بہت سے اخبارات آتے ہیں لے لیا کرو۔ اس طرح پر ان سے تعلقات بڑھے اور بالآخر میں نے ان کو اپنا ایک مضمون نور افشاں میں شائع کرنے پر آمادہ کر لیا

نور افشاں میں پہلا مضمون چنانچہ میں نے نور افشاں کے لئے پہلا مضمون بطور ایک استفسار کے شائع کر دیا۔ جو یہ تھا۔

کیا توحید کے ماننے والوں کی نجات ہوگی یا نہیں۔ بصورت اول تثلیث کے ماننے کی ضرورت نہیں اور بصورت ثانی حضرت مسیح سے پہلے آنے والے نبیوں اور ان کی امتوں کی نجات کیونکر ہوگی؟

اس استفسار کے شائع ہونے پر نور افشاں میں ایک سلسلہ مباحثات شروع ہو گیا۔ نارووال ضلع سیالکوٹ سے تازہ بتازہ رسالہ رحمت مسیح واعظی مشنری کے نام سے جاری کیا تھا۔ اور اس میں اسحٰق کندی (جو عیسائی ہو گیا تھا) کے مضامین کا ترجمہ شائع ہو رہا تھا۔ اور اس میں مسئلہ توحید اور تثلیث پر بحث تھی اس لئے رحمت مسیح صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ

"مستفسر صاحب پہلے یہ بتائیں کہ کس توحید کے قائل ہیں۔ توحید اعدادی ہوتی ہے یا نوعی یا جنسی"

اور پادری جوالا سنگھ صاحب جو اس وقت سہارنپور کے مدرسہ علم الٰہی میں تھے۔ اور انہیں اپنی منطق دانی پر ناز تھا وہ بھی اس بحث میں کود پڑے میں نے مختصر جواب دیا کہ آپ تو پڑھے لکھے عیسائی ہیں جاہل عیسائی بھی جانتا ہے کہ مسلمان اس توحید کے قائل ہیں جس کے قائل حضرت مسیح اور حضرت ابراہیم اور حضرت داؤد وغیرہم علیہم السلام قائل تھے اسلام اللہ تعالیٰ کو احد مانتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو عددی [illegible] اور نوعی توحید میں محدود نہیں کرتا بلکہ لیس کمثلہ شیء سے [illegible]

یہ ایک اچھا لمبا مضمون تھا میں نے حافظہ کی بنا پر خلاصہ لکھدیا ہے۔ یہ مضمون عیسائیت کے مسئلہ تثلیث پر مختلف پہلوؤں سے ایک زد تھا۔ اس پر پادری نیوٹن صاحب نے جو مشن کے انچارج تھے سفیر صاحب کو بلا کر تنبیہہ کی کہ اس سلسلہ کو کیوں شروع کر دیا اور میری نسبت کہا کہ وہ تو ہر روز ہمارے واعظوں کو تنگ کرتا اور مباحثات کرتا ہے۔ سفیر صاحب نے مجھ سے معذرت کی کہ آئندہ یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے کسی عیسائی کا مضمون بھی آپ کے جواب میں شائع نہ ہوگا۔

ریاض ہند امرتسر اس وقت ریاض ہند امرتسر (جس کے مطبع میں براہین شائع ہوئی تھی) میں بھی بعض مذہبی مضامین شائع ہوتے تھے۔ مگر ان مضامین کا موضوع عیسائیت کے حملوں کا جواب ہوتا تھا۔ میں بھی کبھی کبھار اس میں لکھدیا تھا۔ اور اس طرح پر مکرم شیخ نور احمد سے تعلقات کی ابتدا ہوئی اور ایک وقت آیا جبکہ اسی سلسلہ میں کر آئے گئے کہ میں اخبار ریاض ہند امرتسر کا ایڈیٹر ہو گیا اور اس کے زندہ رکھنے کیلئے میں نے اپنی پونجی بھی (جو کچھ بھی تھی) صرف کر دی۔

رسالہ انوار احمدیہ اسی اثناء میں حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کے مریدوں نے حضرت صاحبزادہ افتخار احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے مرشد مرحوم کی یادگار میں ایک رسالہ انوار احمدیہ کے نام سے ماہانہ جاری کرنے کا مشورہ دیا

مجھے اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا

(بقیہ صفحہ ... پر ملاحظہ ہو)

افکارِ فضلِ حق

اے مسلمان اپنے دل سے پوچھ ملا سے نہ پوچھ

اس متمدن و مہذب زمانہ میں بغیر کسی قانون کے حکومت حکومت کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی ہے اوس کے لئے دستور و آئین لازمی ہے۔ اسی طرح قدرت نے اپنے لئے قانون مقرر کر رکھا ہے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ قدرت کسی قانون کے سرگرم عمل ہے ہی نہیں یا ایسا نہیں ہے اوس کا بھی ایک مستحکم قانون ہے اسی قانون کی وہ پابندی کرتی ہے مثلاً یہ قانون قدرت ہے کہ سچ جھوٹ پر غالب آتا ہے جھوٹا کبھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے نہ وہ کبھی کامیاب ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگائے وہ دنیا میں کبھی شاد کام نہیں رہتا ہے الہام کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا ناکامی و نامرادی سے دوچار رہتا ہے اس پر قرآن کریم شاہد ہے "قد خاب من افترٰی" ناکام رہتا ہے جو جھوٹ بولے" سورہ طٰہٰ ع ۳ "اپنے فرمانبردار کی مدد لازمی ہے" اللہ نے اپنے انبیا اولیا علما اشہد کی دنیا میں ہمیشہ مدد کی ہے دنیاوی امور میں بھی اسی اصول کو قدر و منزلت حاصل حاصل ہے تغیر و تنزل سے یہ کوسوں دور ہے اس خصوص میں قرآنی شہادت بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ مومن ع ۶۔

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد

ہم نبیوں اور مومنوں کی دنیا و عقبیٰ میں مدد کرتے ہیں۔

اسی اصول کے پیش نظر دنیا کی حکومتوں نے بھی اپنے ملازمین کو طمانیت دلائی ہے اور یہ قانون وضع کیا ہے کہ ملازم سرکار کے خلاف اوس کی حیثیت ملازمانہ سے حکومت کی منظوری کے بغیر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا ہے۔ اجازت سرکار لازمی ہے اور ایسی اجازت کے حصول کے لئے بھی بہت سے مراحل طے کرنا پڑتے ہیں۔

اس بارے میں تاریخ عالم بھی خاموش نہیں ہے جید بغیر مبہم اور واضح مثالیں پیش کرتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام و نمرود موسیٰ علیہ السلام و فرعون کی کشمکش دنیا کے حافظہ سے محو نہیں ہے تصنع و کذب پر صداقت کی فتح اس حق و خوبی ظاہر ہوئی ہے کہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اس کی تردید خود کذب کی تائید ہے۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مسیلمہ کھڑا ہوا کذاب کا لقب پایا۔ اور ایسی منہ کی کھائی کہ دنیا کو منہ نہ دکھا سکا ایسا صفحہ ہستی سے مٹا کہ کوئی نام لیوا باقی نہیں رہا اس زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کے پیرو دنیا میں بڑی کثرت سے ہیں لیکن ان کے مدمقابل کی ذریات بھی دنیا میں باقی نہیں ہے اور اگر کوئی ہو بھی تو وہ بھی اس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ ان نامقبول اشخاص سے کسی نسبت بعید کے تعلق کا اظہار کرے، ان کی نسبت کو باعث صد لعنت خیال کرتا ہے اس خیال کی تائید سے بلا استثنا کسی مسلمان کو گریز نہیں ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ "مجھے اس خدا کریم کی قسم ہے ..... کہ میں اوس کی طرف سے ہوں اوس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں" "اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں" "وہ میرے ہر قدم پر میرے ساتھ ہے مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ ص ۲" "مجھے خدائی و مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اوس کی طرف سے مسیح موعود و مہدی موعود ہوں اور اندرونی اختلافات کا حکم ہوں" ص ۳ مرزا صاحب کے اس دعوے کو دنیا نے نہیں مانا یگانے بیگانے ہو گئے مخالفت کا ایک طوفان اٹھا مذہبی دنیا میں بھونچال آ گیا۔

بظاہر اس دعویٰ پر اس بھونچال کی وجہ سے ایک دھند سا چھا گیا رفتہ رفتہ یہ گرد و غبار چھٹنے لگا تو دعویٰ کی اصابت سے متاثر ہوا۔ معاندین نے ایذا رسانی کی ٹھانی جب وہ اپنی انتہا کو پہونچ گئی تو اس دردمند محب انسانیت نے بنی نوع کی افہام و تفہیم کی خاطر ایک سوز و گداز احکم الحاکمین رب العالمین کے حضور پیش کیا جس کے الفاظ اپنے اندر بجلی کا اثر رکھتے ہیں جن کو سن کر انسان لرز جاتا ہے میں اس کو پورا نقل نہیں کروں گا صاحب ذوق کی جستجو و فکر و تدبر کا امتحان ہے خود تلاش کرے اور اپنی روحانی تشنگی کو شاد کام کرے یہ ایک طویل نظم ہے اس کے منتخب صرف ۹ اشعار ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے زیب قرطاس کرتا ہوں۔

تضمین الہامی

اے کہ می داری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو می بینی مرا پر فسق و شر
گر تو دیدہ ہستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرہ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تباہ کن کار من

ان اشعار کا مطلب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ اے خدا تو دلوں کو جانتا ہے کوئی چیز تجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ تیرے نزدیک اگر میں شر انگیز نافرمان اور برا ہوں لوگوں کو گمراہ کرتا ہوں تو یا خداوند رب العزت مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال میرے گھر بار پر آگ برسا اور میرے دشمنوں کو خوش و خرم رکھ اور مجھے برباد کر یہ مشروط دعا ہے۔

قانون قدرت کے بینہ و مسلمہ معیار پر اس دعویٰ کو پرکھنا ازبس ضروری ہے مرزا صاحب معترف فرماتے ہیں کہ مہدی موعود اور مسیح موعود میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات کے حکم ہے جو اس امر پر دال ہے کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی نسبت جو فیصلہ فرمائیں وہ بلا چون و چرا قابل تعمیل ہے صاحب موصوف یہ بھی فرماتے ہیں اور خدا کی قسم کے ساتھ ہو کر بھی فرماتے ہیں کہ اون کو اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر بھیجا ہے اللہ ہر کام میں معین و مددگار ہے ناکامی و نامرادی نہ ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے لحاظ سے مرزا صاحب کو قابل مواخذہ قرار دیا ہے یا امداد و ہمت افزائی فرمائی ہے۔ خدائی قانون ہے کہ جھوٹا ناکام رہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار کی مدد کرتا ہے مرزا صاحب نے جس سوز و گداز سے دعا مانگی کہ اگر میں گمراہی پر ہوں تو مجھے تباہ و برباد کر دیا جائے اس کے باوجود جب مرزا صاحب کے مقصد و تحریک پر نظر ڈالی جاتی ہے تو دن دونی رات چوگنی اس میں کامیابی نظر آتی ہے اکناف عالم میں تبلیغی مراکز قائم ہیں دنیا کے کناروں تک اون کا نام پہونچ رہا ہے حلقہ بگوشان اسلام کی تعداد بڑھ رہی ہے معاندین پر اضمحلال چھا رہا ہے زبان بند ہو رہی ہے اولاد و احفاد میں کوئی انحطاط نہیں ہے اس میں بھی ترقی ہو رہی ہے مخالفت کی لہر اٹھتی اور جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہے۔ مخالفت و تکذیب مقصد کے مانع ہوئی نہ تکفیر نے ہی کوئی اضمحلال پیدا کیا قتل کے منصوبے شرمندہ عمل نہیں ہوئے ~ "ہم اتنا ہی ابھریں گے جتنا کہ دبا دینگے" کی مرزا صاحب کے پیروؤں کی جماعت ہے معاند بھی "اس کی جیب میں بیٹھا ہے آؤ اوسے کیا کرنا" اوس کا سر ندامت سے جھک رہا ہے اوس کے حرکات مذبوحی انفعال پیدا کرتی ہے ہوش حال بصیرت کو فکر و تدبر کی دعوت دے رہا ہے اسرار ربانی دنیا کے چہرے پر ظاہر ہو رہے ہیں شفقت و محبت میں سلوک کا جذبہ کروٹیں لے رہا ہے فسق و فجور ترساں و لرزاں ہے معاند قلم اعتراف حقیقت پر مقید ہوتا ہے گو اس میں بھی اوس نے اپنی سرشت معاندانہ کا مظاہرہ کیا ہے ملاحظہ ہو اخبار مذکور مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ وکیل پروفیسر اور ڈاکٹر جو کانٹ۔ ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں .... یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین میں دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں" یہ عبارت مولانا ظفر علی خان (معاند) کی جنبش قلم کی رہین منت ہے اس عبارت میں اپنی عادت کے مطابق جناب مرزا صاحب کی نسبت گو ناملائم الفاظ استعمال کئے ہیں سب و شتم روا رکھا ہے ~ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد مگر مقصد و تحریک کی نسبت کیا کہا ہے مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے صرف اصغر گونڈوی کا شعر نقل کئے دیتا ہوں۔ شعر ملاحظہ ہو مولانائے موصوف کا یہی منشا ہے۔

تیرے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگاہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی

اب فرمائیے صاحبان فہم و فراست! آپ کا نکتہ رسی و سنجیدگی سے مرزا صاحب موصوف کا دعوے داد طلب ہے آپ کا فیصلہ قطعی و حتمی ہے خود فیصلہ فرمائیے کسی اور رائے نہ لیجئے بقول علامہ اقبال شاعر مشرق اے مسلمان اپنے دل سے پوچھ ملا سے نہ پوچھ۔

از سردار فضل حق لائیکری۔

غنیمت

انسان کی بعض حرکات و سکنات اوس کی اخلاقی و روحانی قوتوں کو اجاگر کرتے ہیں اور بعض اوس کو تحت الثریٰ میں پہونچا دیتے ہیں اس عالم رنگ میں ہر انسانی حرکات و سکنات کے مخالف و متضاد اثرات مترتب ہوا کرتے ہیں اور یہ ناگزیر ہے اسی طرح بعض اعمال کا اثر نہ صرف عامل پر بلکہ دوسروں پر بھی ہوا کرتا ہے اور انہیں اعمال کے نتیجہ میں کبھی انسان بام عروج پر بھی پہونچ جاتا ہے اوس کے

مختلف جذبات و احساسات اخلاق کی اساس ہوتے ہیں جن کا تعلق ادراک۔ خواہش اور غضب سے ہوتا ہے بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسانی اعمال و افعال جذبات مذکور کا نتیجہ ہیں جو حفظ نفس ہی کہلاتا ہے اور اس میں افراط و تفریط اخلاق فاضلہ یا اخلاق رذیلہ پر منتج ہوتی ہے۔ اعمال بعض تو خود اسی شخص کی ذات پر موثر ہوتے ہیں گو اس سے دوسرے بھی ضمناً متاثر ہوتے ہیں اور بعض اعمال کا بلا واسطہ دوسروں پر اثر پڑتا ہے اور بلا واسطہ وہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ غیبت رذیلہ اخلاق کے منجملہ ہے جس سے اسلام نے بشدت منع کیا ہے یہ ایک نازک مسئلہ ہے تعلیم اسلامی میں احترام نفس اساسی وقعت رکھتا ہے۔ احترام نفس سے مرا انسان کے جسم و جان ہی کی حفاظت ہی مراد نہیں ہے بلکہ اوس کے جذبات و احساسات۔ عزت و ناموس سب کا تحفظ اس کی تعریف میں آتا ہے اس سے باہم خلوص و محبت پیدا ہوتا ہے اسلام غیبت سے احتراز کا حکم دیتا ہے احترام نفس امن عامہ اور وحدت قومی کو استحکام بخشتا ہے غیبت ان امور کے منافی ہے نفرت عداوت و حسد اس کی پیداوار ہیں باہمی اخوت و مودت کی بنیادوں کو متزلزل و تباہ کر دیتا ہے روح اخلاق کافور ہو جاتی ہے قومی اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

تمسخر تضحیک تحقیر کے مترادف قرار پاتی ہے اخلاق رذیلہ کا گویا یہی منبع ہے مذہب اسلام دین فطرت ہے اخوت و مساوات اس کی اساس ہے اوس کے نزدیک کسی عنوان بھی تحقیر و تضحیک روا نہیں ہے انسان بعض اوقات ماحول سے مجبور ہو کر زبان بند تو کر لیتا ہے مگر زبان کا کام کبھی کبھا آنکھ اور دیگر اعضا جسم کی حرکت سے لیتا ہے جو رمز لمز و ہمز کہلاتے ہیں مخفی اشارات رمز۔ بعض خاص قسم کی حرکات و اشارات جن کے ساتھ کچھ الفاظ بھی ہوں جن سے بظاہر احترام ظاہر ہوتا ہو تاہم وہ تحقیر کا اثر رکھتے ہوں اگر وہ شخص مذکور کی موجودگی میں ہوں تو لمز اور عدم موجودگی میں ہوں تو ہمز کہلاتے ہیں ہمز کے ساتھ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسکا اعتراض سے زیادہ تعلق رکھتا ہے اور صرف اشارات یا حرکات تک محدود ہوتا ہے لمز میں اعادہ لسانی ضروری ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کی نسبت بھی بصراحت احکام دیتی ہے اوس میں اس میں اس امر سے منع کیا ہے کہ کسی کی خو بو کو بھی عجوبہ میں داخل کر دیا جائے مثلاً ایک نمازی شخص کو اس طرح کہدیا جائے کہ اوس کی تحقیر ہوتی ہو کہ یہ تو بڑے نمازی ہیں کسی شخص کے اصلی نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام اس طرح رکھدیا جائے جس سے اوسکی مخصوص حرکت یا عیب کی یاد تازہ ہو جائے اس میں تمسخر و تحقیر کا پہلو ہے اس لئے یہ بھی اسلامی تعلیمات میں ممنوع قرار دیا گیا ہے بدظنی منجملہ ام الفساد ہے جس سے پرہیز کے لئے قرآنی احکام موجود ہیں بدظن شخص کو تو جھوٹا تک قرار دیا گیا ہے حالانکہ ظن دگمان) اوس خیال کو کہا جاتا ہے جس کی تائید میں کوئی دلیل نہ مل سکے حقیقت سے اوسے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے بہ صرف ایک خیال ہوتا ہے جو ایک بدظن د بدگمان) شخص کے دل میں اوس کے دیگر عوارض روحانی کی وجہ سے بلا دلیل پیدا ہوتا ہے یہ بدظنی بھی اساس الفتن ہے جس سے احتراز کا حکم اسلامی موجود ہے۔

کسی شخص کے معائب کا ذکر اوسکی عدم موجودگی میں کرنا غیبت کہلاتی ہے خواہ تم اون معائب کو اوس کے سامنے بھی بیان کر سکو۔ کسی کی اصلاح مدنظر ہو تو اسلام کا طریق محکومہ اختیار کرو۔

کسی شخص کے معائب کا ذکر اوس کی عدم موجودگی اوس کی تحقیر کے مترادف ہے یہ خطرناک مرض ہے اس سے اخلاق قومی متاثر ہوتا ہے۔ عداوت و نفرت کے جذبات اوجاگر اور مستحکم ہوتے ہیں اور وہ نتیجۃً بربادی و تباہی کے ذمہ دار ہوتے ہیں لیکن بعض صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن پر بظاہر غیبت کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن فی الواقع وہ غیبت نہیں ہوتی ہیں۔ اگر مظلوم کسی شخص مقتدر خواہ وہ حاکم ہو یا کسی جماعت میں اوسکو مخصوص مرتبہ حاصل ہو اسلئے کہ مظالم اس نیت سے بیان کرے کہ اون کا سد باب کیا جائے تو یہ غیبت نہیں ہے البتہ ان مظالم کا ذکر ایسے اشخاص سے جنھیں ان کے روک تھام کی قدرت نہ ہو یا ظالم کو وہ منع نہ کر سکیں غیبت میں داخل ہے۔ اپنے کسی مشیران مظالم کا تذکرہ جائز ہے جس کے مشورہ سے ان مظالم کو ارتفاع کی تدبیر معلوم ہو سکے۔

مفتی سے فتویٰ لینے کے لئے استفسار میں امر واقعہ کا اظہار جائز ہے۔ کسی معاملہ بیع و شریٰ میں مال بیع شدنی کا عیب ظاہر کر دینا کہ مشتری خریدار اپنی لاعلمی کیوجہ سے نقصان سے محفوظ رہے جائز ہے۔

کوئی شخص ایسے نام سے مشہور ہو گیا ہے جس سے اوس کا عیب ظاہر ہوتا ہو تو اوس مشہور نام سے اوس کا پتہ معلوم کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے۔ کسی عیب کا ذکر جس کو معیوب ہی برا نہیں سمجھتا ہے غیبت نہیں ہے یہ مستثنیات غیبت سراپا نزاکت ہیں بعض صاحبان اقتدار جن کو اسلامی تعلیمات میں غلو ہے غیبت کے باریک سے باریک نزاکتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے غیبت سے مشابہ امور کو بھی غیبت خیال کرنے لگ جاتے ہیں شاکی اس بے اعتنائی سے متاثر ہو کر اصلی مسئلہ غیبت کو احادیث سے منکر و منحرف ہوتے جاتے ہیں فکر و تدبر ضروری ہے بالعموم شکایت کی تہ میں اصلاح کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے شکایت کا مفہوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص کے بعض حرکات و سکنات موجب تکلیف دہ ہیں گویا ان کا انسداد کر دیا جائے لیکن صاحبان اقتدار اپنا وقت بچانے کے لئے عجلت نامحمود سے کام لیتے اور شاکی شکایت کو غیبت کے نام سے موسوم کر کے شاکی کا بلا وجہ منہ بند کر دیتے ہیں جس سے ازالہ کے بجائے مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۶

میری زندگی کے نشیب و فراز

اسی جماعت کا بہت بڑا حصہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ اور وہ سابقون الاولون تجربے میں یہ امر ان بزرگوں کی محبت و اخلاص کے اظہار پر لکھتا ہوں کہ انہیں ایام سے انکو میرے ساتھ ایک محوتہ ہونے والی محبت تھی یہ لوگ ہر رنگ میں الحکم کے معاون رہے۔ اور بعض اوقات میں اپنی تیزی طبع کیوجہ سے جھگڑ بھی پڑتا تو حضرت قاضی خواجہ علی صاحب رضی جیسے انسان بھی ہنستی سے میرا دل موہ لیتے اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر اپنی رحمت کے پھول برساتا رہے حضرت منشی محمد ابراہیم صاحب رضی اور منشی قمر الدین صاحب رضی تو نہایت ہی حلیم الطبع اور صفات اولیاء سے متصف تھے۔

آہ! یہ عجیب دن تھیں جو تہ خاک ہو گئیں

غرض تو دہائی کی زندگی میں میری اخبار نویسی کا رخ خدمت اسلام کی طرف بدل گیا اور میں یقین کرتا ہوں کہ یہ میری تربیت کا ایک ایسا سلسلہ تھا جو مجھے میرے ان ذائقی کی طرف لا رہا تھا جو تبدیلیں قدرتاً میرے پیرد ہوئے اور آج تک اسی مرکز پر بحمد اللہ گردش کرتا ہوں۔

پیسہ اخبار لاہور میں

۱۸۹۱ء میں میں لاہور آگیا اور لاہور کے موڈل اسکول میں داخل ہوا۔ جہاں مولوی خلیفہ حمید الدین صاحب مرحوم اور لالہ مرلی دہر (آریہ) ماسٹر چندو لال صاحب (کرسچین) بھی اساتذہ میں شریک تھے۔ اور ان سے ہندی مسایل پر گفتگو بھی ہو جاتی تھی۔ خصوصاً ماسٹر مرلی دہر صاحب سے۔ میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا پیسہ اخبار کا خریدار تھا اس لئے میں اپنا پتہ تبدیل کرانے کے لئے پیسہ اخبار کے دفتر میں گیا پیسہ اخبار کا پریس اس وقت بھاٹی دروازہ کے اندر تھا۔ اور میں خود بھی وہاں ہی رہتا تھا۔ پتہ تبدیل کرانے کے بعد میں نے منشی محبوب عالم صاحب سے ملاقات کی ان کے لئے شاید پہلا موقعہ تھا کہ ایک طالب علم کو اخبار خوانی اور اخبار نویسی سے دلچسپی لیتے پایا اون سے اثنائے گفتگو میں ذکر آیا کہ میرا وقت اسکول کے بعد کیسے گذرتا ہے میں نے اپنے مشاغل کا ذکر کیا کہ وہ سماج برہم سماج اور آریہ سماج کے مختلف جلسوں میں جاتا ہوں تھیوسوفیکل سوسائٹی کا ممبر ہوں۔

اور آریہ سماج کے ڈبیٹنگ کلب میں جا کر مباحثات کرتا ہوں۔ اور عیسائیوں سے بھی گفتگو رہتی ہے۔

ایک گھنٹہ ایک طالب علم کو دیتا ہوں اونہوں نے کہا کہ آپ میرے بھائی عبد الرحیم اور عبد الکریم کو ایک گھنٹہ دیدیا کیجئے۔ اور یہاں آپ کو اخبارات پڑھنے کو مل جایا کریں گے۔

چنانچہ میں نے اسے قبول کر لیا مگر تھوڑے ہی دن گذرے کہ انہوں نے مجھے مسٹر بنرجی کے اخبار بنگالی کی چھوٹی چھوٹی خبروں کے ترجمہ کا کام دیدیا۔ (باقی آئندہ)

عرفانی الکبیر

بقایا ادا فرمائیں

جن احباب کے ذمہ اخبار کی قیمت ابھی تک بقایا چلی آ رہی ہے وہ مہربانی فرما کر ادا فرما کر ممنون فرمائیں

منیجر

کیا مولوی عبد الحامد صاحب بدایونی کو جرأت ہے؟

کیا مولوی عبد الحامد صاحب بدایونی کو جرأت ہے کہ وہ حضرت علامہ محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند، حضرت مولوی ملا علی قاری اور حضرت مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی پر کفر کا فتویٰ عائد کریں؟ کیونکہ

(۱) خاتم النبیین کے متعلق حضرت علامہ محمد قاسم صاحب نانوتوی کا مذہب یہ ہے جو اپنی کتاب "تحذیر الناس صـ۳ پر بیان فرماتے ہیں:-

"عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی (یعنی زمانہ کے لحاظ سے آگے پیچھے آنے) میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

(۲) اسی طرح حنفی فرقہ کے بہت بڑے امام یعنی حضرت ملا علی قاری اپنی کتاب موضوعات کبیر صـ۵۸-۵۹ پر فرماتے ہیں کہ:- (ترجمہ عبارت عربی) "اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم اور حضور کے خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مقام نبوت عطا کیا جاتا تو وہ دونوں آپ کے پیرو ہوتے اور انکا نبی بن جانا آپ کی ختم نبوت کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی امت میں سے نہ ہو اور آپ کی ملت اور شریعت کو منسوخ کرے۔"

(۳) اسی طرح حضرت مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی اپنی کتاب "دافع الوسواس" صـ۱۲ پر فرماتے ہیں:-

"بعد آنحضرت صلعم کے یا زمانے میں آنحضرت صلعم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع (محال) ہے۔"

کیا مولوی عبد الحامد صاحب بدایونی اور ان جیسے دوسرے مولویوں میں اگر ذرہ بھر سچائی ہے تو وہ ایک اعلان کے ذریعہ انکار کریں کہ مذکورہ بالا علماء کرام کا خاتم النبیین کے متعلق یہ مذہب نہیں تھا جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور کیا ان میں جرأت ہے کہ ان علماء پر کفر کا فتویٰ عائد کریں جس طرح کہ وہ جماعت احمدیہ پر کفر و ارتداد کا فتویٰ عائد کر رہے ہیں کیا وہ دیانتداری کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کی تعریف میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ ان بزرگوں کے عقیدہ سے مختلف ہے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں اور آپ کی امت میں سے جسے مقام نبوت حاصل ہوگا آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت سے ہی ہوگا اور کوئی نبی نہیں جو آپ کی امت اور اطاعت سے باہر ہو اور آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ نبوت کیلئے کثرت مکالمہ الٰہیہ اور انذار و تبشیر ضروری شرط ہے نہ کہ شریعت کا لانا۔ ہزاروں نبی بلا شریعت آئے۔ پس امت محمدیہ میں نبوت کا جو کہ سراسر رحمت ہے دروازہ بند کرنا اس امت پر ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ پس ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بزرگان سلف کی طرح ہر اعلیٰ شان میں دل سے مانتے اور اس کا بار بار اعلان کرتے ہیں۔ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے ہماری طرف سے ہزار بار اُس پر لعنت ہے اور اسی طرح جو ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے اُس پر بھی۔

(التبلیغ)

احرار مسلمانوں کی نظر میں

لاہور سے ایک اشتہار پوسٹر کی شکل میں احرار کے متعلق شائع ہوا ہے ہم ذیل میں اس پوسٹر کو درج کرتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے بڑی آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ احرار نے کن اغراض کے تحت جماعت احمدیہ کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا کر رکھا ہے ——— ایڈیٹر

احراری ٹولی مسلمانوں کو لڑا کر انتشار پیدا کرنا چاہتی ہے

مسلمانو احرار کی غلط چالوں سے بچو

بزیر وِق مصلے لمکند ہادارند

مجلس احرار کے لیڈروں نے جو افتراق اور انتشار پاکستان میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اسے ہر بہی خواہ اسلام احرار کی سیاسی شرارت اور ان کے کھانے پینے کا انتظام سمجھتا ہے۔ احراریوں کے موچی دروازہ کے ایک جلسہ میں جہاں اور مسلمانوں پر کیچڑ اچھالا وہاں انھوں نے کامریڈ محمد حسین جو مسلمانوں کے نوجوان کارکن ہیں" کے خلاف بھی اپنی عادت کے مطابق جھوٹ اور بہتان طرازی کی۔ شیخ حسام الدین نے تو یہاں تک دعویٰ کر دیا کر دیا ہے کہ کامریڈ محمد حسین کو ہماری مخالفت کے لئے دو ہزار روپے کا چیک جہاں سے ملا ہے اور جب ملا ہے اور جس کام کے لئے ملا ہے اس کا ہمیں علم ہے شیخ حسام الدین نے بڑے زور کے ساتھ اسے بار بار دہرایا چونکہ مجلس احرار اور اس کے کارکنوں کا یہ پیشہ ہے کہ وہ ہمیشہ چیک لے کر کام کرتے ہیں اور ہمیشہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف کرتے ہیں۔ اجی شیخ صاحب آپ کو شاید اس چیک کا خیال رہا ہوگا جو سکھوں نے مجلس احرار کو مسجد شہید گنج کے لئے دیا ہوگا یا وہ چیک ہوگا وہ مہا راجہ کشمیر نے مجلس احرار کو سری نگر کے لئے دیا ہوگا۔ اور آپ کو یاد ہوگا کہ کیوں کب اور کہاں دیا گیا اور کپور تھلہ کے چیک کا تو ذکر کرنا ہی آپ کو ناگوار گذرے۔ ارے واہ شیخ صاحب اب مسلمان اتنے بھولے نہیں رہے کہ آپ اپنے قدیمی آقایان نعمت (کانگریسی رہنماؤں) کے اشارہ پر اور خفیہ ہدایات کے ماتحت چند سنہری ٹکلیاں لیکر انکی متحدہ جمعیت میں انتشار پیدا کریں ہر مسلمان جانتا ہے کہ مجلس احرار کانگریس کا اسلامی پاکٹ ایڈیشن ہے آپ نے جو اقلیت کا ڈھونگ رچایا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہابی کافر، دیوبندی کافر، شیعہ کافر، بریلوی کافر (آپکے مولویوں کے فتادے کی رو سے) کس کس کو اقلیت قرار دیا جائے گا؟ اور ایسی ناپاک تحریکیں مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گی احرار مقررین اپنی تقریروں میں عوام کو دھوکا دینے کے لئے بار بار یہ کہتے ہیں کہ ناموس رسالت خطرہ میں ہے۔ اللہ اللہ کس قدر دھوکا اور فریب ہے نعوذ باللہ ناموس رسالت نہ خطرہ میں ہے نہ خطرہ میں ہو سکتا ہے نہ یہ سوال ہی پیدا ہو سکتا ہے مجلس احرار کے بھیڑیو! ہم آپ سے اسلام کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ مرزائیوں کی آڑ لے کر مسلم کو باہم مت لڑاؤ مسلمانوں کو متحد رہنے دو۔ یاد رکھو اس وقت جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہمیں اس سے نہیں لڑنا چاہئے۔ اگر احرار نے اپنی شرارتیں نہ چھوڑیں تو آئندہ ہم اس کے پوست کندہ حالات ظاہر کریں گے اشتہار نمبر ۳ میں ہم یہ ثابت کریں گے قضیۂ کشمیر احرار کی بددیانتیوں کی وجہ سے طول پکڑ گیا۔

المشتہر

ایم اے حمید جنرل سیکرٹری۔ عبد الغنی ایم اے (مولانا) بشیر احمد مسلم لیگ کونسلر۔ غلام محمد بی اے ناظم اعلیٰ مسلم لیگ۔ قاضی عبد الحق ایم اے سابقہ ناظم مسلم لیگ۔ محمد رمضان ایڈیٹر حق نواز لاہور۔ (مہاجر)، عنایت اللہ کونسلر مسلم لیگ میانوالی (مولوی)، غلام رسول کونسلر مسلم لیگ لاہور ماسٹر فیروز الدین سیکرٹری مسلم لیگ لاہور۔ حیدر علی بھٹی صدر بار بر ایسوسی ایشن آل پاکستان (رجسٹرڈ) سیکرٹری پروپیگنڈہ۔ گلزار احمد

ہفتہ وار اخبار الحکم کراچی رجسٹریشن نمبر ایس ۳۸۹

۴۹۶
بخدمت جناب مولوی عمر الدین صاحب
امیر جماعت احمدیہ شادی وال خورد
ضلع گجرات

طابع:- کلیم پرنٹنگ پریس لارنس روڈ کراچی
ناشر:- [illegible]
مقام اشاعت:- [illegible] کراچی